رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ...... ۔ے
ششماہی ...... ۔ہ
سہ ماہی ...... عہ

قیمت فی پرچہ (۲/)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے، ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر (...)

شرح چندہ
سالانہ ...... ۔ے
ششماہی ...... ۔ے
سہ ماہی ...... عہ

قیمت پرانا پرچہ (۴/)

نمبر ۳ | ۲۹ ماہ دے ۱۳۵۳ ف | ۶ ماہ ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ | ۳ ماہ دسمبر ۱۹۴۳ء شنبہ | نمبر ۳۴ جلد

ہندوستان کے سیاسی مسائل اور پیش قیاسیاں

غذائی مسئلہ مقدم رکھا گیا

لارڈ ویول کی مصروفیات

مسلم لیگ کونسل کے جلسہ میں مسٹر جناح نے صحیح طور پر یہ کہا کہ گزشتہ چند ہفتوں میں کوئی ایسی بات وقوع پذیر نہیں ہوئی جو مسلم لیگ کو دقت نظر سے غور و فکر کی دعوت دیتی جو برطانیہ اور ہندوستان میں سرکاری اور غیر سرکاری ارباب فکر و نظر نے ہندوستان کے سیاسی تعطل کو دور کرنے کے لئے مختلف مشورے پیش کئے لیکن مستند طور پر کوئی تجویز اب تک پیش نہیں ہوئی۔ اسی لئے مسٹر جناح نے مرکز میں ایک متحدہ حکومت کے قیام کے خلاف ایک عام اشتباہ پر اکتفا کیا۔

اقدام کب ہوگا؟

واقعہ یہ ہے کہ اس وقت کوئی تجویز ایسی پیش نہیں ہے جس پر سیاست دانوں اور مدبرین کو غور و فکر کرنے کی ضرورت لاحق ہو۔ اور نہ یہ بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ مسٹر ... وائسرائے کو فوری اقدام پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہوسکے۔ اس کے برعکس یہ بات یقینی معلوم ہوتی ہے کہ اس موسم سرما تک کوئی چیز وقوع پذیر نہ ہوگی تاوقتیکہ ہز ایکسلنسی وائسرائے اپنے سیاسی نقطہ نظر کو کسی تقریر یا خطبہ میں واضح کرنے کی طرف مائل نہ ہوں۔ موجودہ کلکتہ کے ایوان تجارت میں آئندہ ماہ پڑھنے والے ہیں قوی امکان ہے

یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی سیاسی دنیا میں کوئی اقدام مرکزی مقننہ کی میقات موزنہ سے پہلے نہ ہوگا۔

حتیٰ ایسے رجائی افراد بھی موجود ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ وائسرائے نے صوبہ واری گورنروں کی جو کانفرنس طلب کی تھی اس میں اہم سیاسی مسائل پر ضرور بحث ہوئی ہوگی۔ یہ بہت ممکن ہے کہ سیاسی مسائل پر بحث ہوئی ہو مگر نئی دہلی سے جو اطلاعیں وصول ہوئی ہیں ان سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اصل مسئلہ جو اس کانفرنس میں زیر بحث تھا وہ صرف غذا کا مسئلہ تھا۔ پھر بھی یہ قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں کہ کوئی سیاسی حکمت عملی دہلی میں ضرور طے کی گئی ہے اور یہ کہ صوبہ کے گورنروں کی واپسی کے بعد پہلا قدم یہ اٹھائیں گے کہ سیاسی قیدیوں اور نظر بندوں کو بتدریج رہا کرتے جائیں گے۔

صورت حال کا مطالعہ

ان قیاس آرائیوں کی خواہ اصلیت کچھ ہو اتنا تو یقینی ہے کہ وائسرائے نے اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھے ہیں اگرچہ انھوں نے مسئلہ غذا کو نمٹنے میں مصروف ہونے یا سیاسی مسائل کے مطالعہ میں منہمک ہونے کی وجہ سے سکوت اختیار کر رکھا ہے لیکن جہاں تک ترجیح سیاسی تحقیقات کے متعلق ابتدائی مراتب طے ہو رہے ہیں جو ہم

سرما کے بعد لارڈ ویول اپنی سیاسی حکمت عملی کے اعلان میں تاخیر نہیں کرسکتے۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ وقت کا تقاضا کیا ہے۔ لیکن عجلت نہیں کی جاسکتی۔ ایک تو اس وجہ سے غذائی بحران فوری توجہ کا متقاضی ہے اور دوسری وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ وائسرائے کو سیاسی صورت حال کے تمام پہلوؤں کا مطالعہ کرنا اور جو تدبیر وہ مناسب سمجھتے ہیں اس کو روبہ عمل لانے سے پہلے اس کے ہر پہلو پر غور کرنا اور یہ دیکھنا ہے کہ اس کا ردعمل کیا ہوگا اور مساعی جنگ پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔

مرکزی مقننہ میں غذا پر جو بحث ہوئی اگرچہ اس سے صوبہ واری رقابتوں کے اظہار اور نوک جھونک کا موقع دستیاب ہوگیا تاہم اس عام احساس کی طرف توجہ مرکوز ہوگئی کہ یہ مسئلہ عوام کی تائید کے بغیر حل نہیں ہوسکتا۔ آئندہ حکومت کی ہیئت اور اختیارات کی نسبت اختلاف رائے ہوسکتا ہے لیکن اسمبلی اکثر غیر سرکاری ارکان اس بات پر متفق تھے کہ دفتری حکومت صورت حال سے کامیابی کے ساتھ نپٹ نہیں سکتی۔

کانگریس کے ایک سخت نقاد مسٹر سی۔ آر۔ ریڈی بھی یہ محسوس کرتے ہیں کہ:-

> "حکومت عوام کے مسلمہ نمائندوں کی مدد کے بغیر موجودہ معاشی بحران کو خود حل کرنے کی کوشش کرکے ایک بھاری ذمہ داری اپنے سر لے رہی ہے"

قومی محاذ جنگ کے ایک جلسہ کو مخاطب کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ:-

> "موجودہ تعطل کو دور کرنے کی اشد ضرورت ہے حکومت کو چاہئے کہ وہ بڑی سیاسی جماعتوں کے اشتراک عمل کو حاصل کرنے کے ذریعے دریافت کرے کیونکہ غلبہ والی جماعتوں کی حکومتیں قائم کرنا یا ...

بقیہ مسلسل صفحہ (۱۱)

مملکت ہفتہ وار

جلد ۲	۲۹ مہر دی ۱۳۵۳ ف	نمبر ۳۲

معاہدہ ۱۸۰۲ء کا احیا

چھٹی نمائش مصنوعات ملکی کا افتتاح فرماتے ہوئے حضرت ظل سبحانی سلطان العلوم شہریار حیدرآباد و برار نے ارشاد فرمایا۔

"شاعوں، سرمایہ داروں اور
مزدوروں کو معلوم ہو جائے
کہ صنعت ہنر کی ترقی، سرمایہ کے
بہتر استعمال اور مزدوروں کی
خوش حالی میری نماز فکر اور
ہمدردی کے مرکوز ہیں"

برقی قوت کی تولید، ذرائع آبپاشی کی فراہمی، گھریلو صنعتوں کا احیا اور ترقی دیہی مصنوعات کی بہتر نکاسی کے وسائل دستی پارچہ بافی کی حفاظت نیز مزدوروں کے حقوق کی حفاظت یہ وہ اہم مسائل تھے جن کے عاجلانہ اور مناسب حل کے لئے حضرت بندگان اقدس نے حکومت کو خصوصاً ہدایت فرمائی ہے۔

مجلس نمائش پر حضور پر نور نے ایک جدید ذمہ داری عائد فرمائی ہے اور وہ یہ ہے کہ اندرون و بیرون ممالک محروسہ ملکی مصنوعات کی فروخت کا انتظام کیا جائے۔ ہم مجلس نمائش کو اس جدید ذمہ داری پر مبارک باد دیتے ہیں۔ سررشتہ صنعت و حرفت کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ مجلس نمائش کے ساتھ تعاون عمل کرے اس کے بعد ارشاد ہمایونی ہوا کہ:

"نمائش کی سال بہ سال ترقی کو
دیکھ کر خوش اور مزید ترقیوں کو
دیکھنے کا متمنی ہوں"

حضرت بندگان اقدس کے جواب کا آخری فقرہ یہ تھا:

"میری عزیز رعایا کو خوش حال
دیکھنے سے بڑھ کر میرے لئے کوئی
اور مسرت نہیں ہو سکتی"

جواب شاہانہ میں ملک کے معاشی مستقبل کی نسبت ایک بلیغ اشارہ یہ فرمایا گیا ہے کہ:

"جدید صنعتوں کے قیام کے لئے
بدلے ہوئے حالات اور بہتر
مستقبل کی توقع پر میری حکومت
کا فرض ہے کہ کسی اچھی فرصت
کو ہاتھ سے نہ دے اور ہر ایسی
سہولت کو جو ملک کی ضرورتوں
کے لئے مفید ہو حاصل کرے۔
میں جانتا ہوں کہ میری حکومت
اپنے اس فرض سے آگاہ اور
اس کے ادا کرنے میں کوشاں ہے"

یہ الفاظ حیدرآباد کی آئندہ معاشی آزادی اور خوش حالی کی خبر دے رہے ہیں۔ حکومت کو ہدایت فرمائی جا رہی ہے کہ وہ اُن رکاوٹوں کو دور کرے جو ملک کی معاشی ترقی کے راستے میں حائل ہیں۔ اس حکم میں یہ ارشارہ بھی پنہاں ہے کہ جس طرح حکومت حیدرآباد معاشی مسائل میں حکومت ہند کی مدد کرتی ہے اسی طرح حیدرآباد کی ضروریات کی تکمیل کے لئے حکومت ہند کو متوجہ کیا جائے۔ دوسرے الفاظ میں حضرت پیر و مرشد اُس معاہدہ کو زندہ اور کارفرما دیکھنا چاہتے ہیں جو حضور کے جد اعلیٰ حضرت آصفجاہ ثانی نے ۱۸۰۲ء میں حکومت ہند سے طے کیا تھا۔ اگرچہ اس ارشاد ہمایونی میں راست حکومت کو مخاطب فرمایا گیا ہے لیکن ان مسائل میں عوام کے فرائض حکومت کے فرائض سے مختلف نہیں ہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ ملک کے ارباب فکر و نظر ان ارشادات ہمایونی کو عملی جامہ پہنائیں گے اور حیدرآباد کی معاشی ترقی کی رفتار کو تیز تر کر دیں گے۔

جاگیرداروں کا مستحسن اقدام

چند جاگیرداران کے ایک جلسہ عام نے جو نواب کمال یار جنگ بہادر کی صدارت میں منعقد ہوا تھا جاگیر اجتماعی کے انسداد میں ہاتھ بٹانے کے لئے حسب ذیل قرارداد منظور کی:-

"اس جلسہ کے منشے سے یہ مدارات ہے ... ملک ... کی خدمت گزاری میں ہر دیگر طبقات سے پیچھے نہیں بالخصوص جبکہ کسی تحریک کی سرپرستی اور سرگرمی کا ... خانوادۂ آصفی سے تعلق ہو ... طبقے کے کچھ عرصہ قبل ... جنگ بہادر ... میں دو فی صد ... محاصل جاگیرات پر ... ہے ... فراہمی سہولت حکومت ... کی ... وہ ... حکومت ادا کر دی جائے اور ... ہیں ... جاگیرداری یا انگریزی ... حاصل کر لی جائے ... اس ... قوت ... شہزادی ... کے سلسلہ میں جلسہ اس امر پر متفق ہے کہ حسب مراجعت ... چندہ منجانب سرکار حضرت شہزادی صاحب کے نذر میں دیدیا جائے اور

اس کو بالاقساط جاگیرداروں سے وصول کرلیا جائے۔

تا چندہ ہا مجموعی آمدنی بحد

جاگیرات کے لئے دو فی صد ہو

لہذا جاگیرداران کا یہ فیصلہ کہ وہ اصل جاگیر سے دو فیصد چندہ حضرت شہزادی صاحبہ برار کے فنڈ میں دیا جائے نہایت مبارک اور قابل تحسین ہے۔ انسداد قحط و گرانی کے مسئلہ میں جتنا جاگیرداران نے جو حصہ لیا ہے وہ اس طبقہ کے قدیم روایات کے مطابق ہے۔ کیا ہم یہ توقع کریں کہ ملک کے ساہوکار، تاجر، بڑے زمیندار اور گتہ دار بھی اپنی سالانہ آمدنی کا دو فیصد اس کار خیر میں شریک کریں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر ملک کا ساہوکار اس قسم کا فیصلہ کرے تو حضرت شہزادی صاحبہ برار کے اس فنڈ کے لئے کسی مزید چندے کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ ہم راجہ پنالال پتی اور ان کے دولت مند رفقاء سے خصوصیت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ جاگیرداروں کی تقلید میں اپنی سالانہ آمدنی کا دو فیصد اس کار خیر میں پیش کریں۔ اگر کارخانہ داروں نے بھی اس مثال کی تقلید کی تو توقع ہے کہ ملک کے غریب اور مفلس بھوکے مرنے سے اپنے آپ کو محفوظ پائیں گے۔ ہم ہندوستانیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ سب کی روزی کا کفیل خدا ہے لیکن امراء، ساہوکار، کارخانہ دار اور تجار بھی وسیلہ بن کر شریک سعادت ہو سکتے ہیں۔

ایسے زمانہ میں جبکہ ساہوکار اور بیوپاری خاص کر غلہ کے بیوپاری غریبوں کی مصیبت سے فائدہ اٹھا کر لاکھوں روپیہ کما رہے ہیں۔ کیا ہماری یہ توقع بیجا ہے کہ وہ اپنے لیڈر سر سیٹھ ... کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اگر ثواب کی خاطر نہیں تو اپنی دولت کی حفاظت کی خاطر غریبوں کی امداد میں پیش پیش رہیں گے؟

کرایہ امکنہ میں اضافہ اور غریبوں کی پریشانی

اشیاء احتیاج کی گرانی سے ملک کے غریب اور متوسط طبقے پریشان تھے ہی اب انہیں ایک نئی مصیبت سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔ بلدیہ کی جانب سے مکانوں کے ٹیکس میں ... سے خفیف سا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس خفیف سے اضافہ کو حیلہ بنا کر مکانوں کے مالک من مانے کرایہ میں اضافہ کر رہے ہیں۔ جب سے جنگ شروع ہوئی ہے مکانوں کے مالک مکانوں کی مرمت کرنے سے یہ کہہ کر گریز کر رہے ہیں کہ ضروری اشیاء دستیاب نہیں ہو رہی ہیں۔ کرایہ داروں کی جائز ضروریات کی تکمیل کے بجائے صرف کرایہ وصول کرنا بلکہ اس میں من مانے اضافہ کرنا نفع اندوزی کی ایک صورت ہے اور ضرورت ہے کہ مالکان مکانات کو نفع اندوزی سے اسی طرح روکا جائے جس طرح کہ تاجروں کو روکنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ شہر کے بیشتر مکانوں کے مالک بڑے سرمایہ دار ہیں جو کاروبار کے دوسرے شعبوں میں نفع اندوزی کر رہے ہیں۔ جنگ سے قبل بھی حیدرآباد میں مکانوں کی مالیت اور ان کے کرایہ میں کوئی مناسبت نہیں تھی۔ بعد ازاں کرایہ امکنہ سے متعلق کسی قانون کی عدم موجودگی کی وجہ سے مالکان امکنہ کو اضافہ کرایہ سے کوئی چیز باز نہیں رکھ سکتی۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ سکندرآباد میں قواعد مدافعت ہند کی دفعہ ... کے تحت کرایہ امکنہ پر نگرانی قائم کی گئی ہے اور اگر کوئی کرایہ دار اضافہ کرایہ سے ناراض ہو تو اس کے لئے چارہ کار بھی مقرر کیا گیا ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ حکومت سرکار عالی اس خصوص میں عاجلانہ قدم اٹھائے گی اور شہر کے غریب اور متوسط طبقوں کو اس نئی مصیبت سے بچائے گی۔

محصول زائد منافع کا نفاذ

کمیونکے

گزشتہ ماہ جولائی میں مجلس وضع قوانین سرکار عالی نے جو مسودہ قانون محصول زائد منافع منظور کیا تھا اس کے لحاظ سے کاروبار اور صنعت سے حاصل شدہ زائد منافع پر تین ۱۳۵۰ف، ۱۳۵۱ف، ۱۳۵۲ف اور ۱۳۵۳ف کی بابت یکساں طور پر بحساب چالیس فیصدی محصول اور بیس فیصدی رقم بطور امانت حاصل شدنی ہوتی تھی اس مسودہ قانون میں ایسی صنعتوں یا کاروبار کے لئے جو صنعتی طریقہ کار یا کسی تیاری سامان یا پیداوار سے متعلق ہوں کوئی خاص رعایت نہیں رکھی گئی تھی۔ لیکن حکومت سرکار عالی نے اس مسودہ قانون (جس حیثیت سے کہ وہ مجلس وضع قوانین سے منظور ہوا تھا) کی مختلف دفعات کی جانچ اور صنعتی و تجارتی اداروں کے پیش کردہ عذرات پر غور کرنے کے بعد بارگاہ خسروی میں یہ سفارش عرض کی کہ ۱۳۵۰ف کی بابت کوئی محصول عائد نہ کیا جائے اور یہ کہ ایسے کاروبار کی شرح محصول میں جو صنعت یا تیاری سامان سے متعلق ہو تبدیلی کرکے تیس فیصدی کے حساب سے محصول اور پچیس فیصدی کے حساب سے امانت کی رقم وصول کی جائے تاکہ اس ریاست ابد مدت کی صنعت کو خاص طور پر امداد مل سکے۔ علاوہ ازیں حکومت نے اس مزید رعایت کی بھی سفارش عرض کی کہ ۱۳۵۱ف کے منافع پر جملہ صورتوں میں عاید شدنی شرح محصول کی مقدار گھٹا کر اس کو نصف کر دیا جائے اور بعد کے صرف تین ۱۳۵۲ف اور ۱۳۵۳ف کی بابت سالم شرح سے محصول وصول کیا جائے۔ اس لحاظ سے محصول کی شرح حسب ذیل ہوگی۔

	سنہ ۱۳۵۰ف محصول	امانت	۱۳۵۱ف محصول	امانت	۱۳۵۲ف و ۱۳۵۳ف محصول	امانت
کاروبار			۲۰ فیصد	۱۰ فیصد	۴۰ فیصد	۲۰ فیصد
ادارہ صنعتی و تیاری سامان			۱۵ فیصد	۱۲½ فیصد	۳۰ فیصد	۲۵ فیصد

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۲) پر

محکمۂ آبپاشی کی مصروفیات

تازہ سرگرمیوں پر ایک نظر

پیمائشی کام

تالابوں کی مرمت سے متعلق پیمائشی جماعتوں نے سنہ [illegible] ف میں ۵۳۹۳ تالابوں کا معائنہ کیا۔ کارہائے آبپاشی سے متعلق تفصیلات دریافت کرنے کے لئے خصوصی پیمائشی جماعتوں نے [illegible] الیہ۔ کوتھا پیٹھ اور [illegible] وغیرہ جیسے آب کی اسکیموں سے متعلق کام جاری رکھا۔ [illegible] اسکیم کے مصارف ۲۳ لاکھ اور [illegible] اسکیم کے مصارف ۵۰ ہزار روپے ہیں۔

کارہائے آبپاشی۔

سنہ [illegible] ف میں معمولی آمدنی میں سے کارہائے آبپاشی کے لئے [illegible] روپے مختص کئے گئے اور اہم کاموں پر [illegible] روپے صرف ہوئے۔ دس ہزار روپے یا اس سے زیادہ مصارف والے جن ذرائع آبپاشی کی اس سال تکمیل ہوئی یا زیر تکمیل تھے ان کی مجموعی تعداد ۵۳ ہے اور ان کی ضلع واری تفصیل یہ ہے۔ ورنگل ۳، نلگنڈہ ۳، عادل آباد ۴، کریم نگر ۱۹، [illegible] ۲، رائچور ۱، [illegible] وسائل آبپاشی کے علاوہ حسب ذیل بڑے ذخائر بھی زیر تعمیر تھے۔

۱۔ [illegible] پلی کے تالاب ضلع ورنگل [illegible] روپے کا تخمینہ منظور کیا گیا تھا جس میں سے ختم [illegible] سنہ [illegible] ف تک [illegible] روپے صرف ہوئے۔

۲۔ [illegible] ضلع عادل آباد میں ۱۱۱۳۰۰ روپے کا تخمینہ منظور کیا گیا تھا جس میں سے سنہ [illegible] ف کے اختتام تک ۹۶۶۵۵ روپے صرف ہوئے۔

نظام ساگر پروجکٹ

نظام آباد میں نہروں اور ان کی شاخوں پر [illegible] روپے صرف کئے گئے اور ان وسائل آبپاشی کی تعمیر کی وجہ سے متعلقہ [illegible] میں ۲۳۵۰ ایکڑ اراضی زیر آبپاشی آگئی۔ کھیتوں کے لئے جو نالے بنائے گئے ان کا مجموعی طول [illegible] میل ہے اور ان پر [illegible] روپے صرف ہوئے۔ نظام ساگر پروجکٹ کی نگہداشت پر اس سال [illegible] روپے خرچ ہوئے۔

تجربات اور تحقیقات

اس سال جو تجربے کئے گئے وہ حسب ذیل امور سے متعلق ہیں۔

۱۔ نظام ساگر سے سیراب ہونے والے تمام [illegible] میں پیداوار کا اوسط دریافت کرنے کے لئے مختلف قسم کی اراضیات پر فصلوں سے متعلق تجربات۔

۲۔ آبپاشی کاشت کے ذریعہ مواد کی [illegible]۔

۳۔ نہروں اور [illegible] کے پانی کی شرح مقرر کرنے کے لئے تجربات۔

۴۔ نہروں کا پانی [illegible] کے لئے پیمائشی تجربات۔

۵۔ کالی مٹی میں دھان کی کاشت کرنے کے تجربات۔

۶۔ نہروں کے [illegible] اور [illegible] کے نقشوں کی تیاری۔

نظام ساگر کے ذریعہ آبپاشی میں اضافہ۔

نظام ساگر پروجکٹ کی وجہ سے زیر آبپاشی اراضی میں ہر سال جو اضافہ ہوا ہے اس کا اظہار حسب ذیل اعداد سے ہوتا ہے۔

سنہ ۱۳۴۱ف	۱۹۵۵	ایکڑ
سنہ ۱۳۴۲ف	۱۴۱۷۵	"
سنہ ۱۳۴۳ف	۲۲۸۳۸	"
سنہ ۱۳۴۴ف	۹۵۱۱۰	"
سنہ ۱۳۴۵ف	۹۵۳۱۴	"
سنہ ۱۳۴۶ف	۱۲۴۵۵	"
سنہ ۱۳۴۷ف	۸۲۱۹۳	"
سنہ ۱۳۴۸ف	[illegible]	"
سنہ ۱۳۴۹ف	۹۲۳۱۳	"
سنہ ۱۳۵۰ف	۱۰۹۹۳۲	"
سنہ ۱۳۵۱ف	۱۰۶۲۳۰	"

ویرا پروجکٹ

ویرا پروجکٹ کی موجودہ نہروں سے ۱۲۳۵۰ ایکڑ اراضی سیراب ہو سکتی ہے۔ ذخیرۂ آب اور نہروں کی دیکھ بھال پر ۵۰۰۰ روپے خرچ کئے گئے فی الحال اس پروجکٹ کے ذریعہ ۱۳۰۰۰ ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے۔

پالیر پروجکٹ

ذخیرۂ آب اور نہروں کی نگہداشت پر ۲۱۰۰۰ روپے صرف کئے گئے اور اب اس پروجکٹ سے ۱۲۰۰۰ ایکڑ سے زیادہ رقبہ سیراب ہوتا ہے۔

سنگا بھوپالم پروجکٹ

اس پروجکٹ کے ذریعہ ۳۰۳۰ ایکڑ اراضی سیراب ہو سکے گی۔ سنہ [illegible] ف کے ختم تک اس کام پر [illegible] روپے صرف کئے گئے۔ اس سال [illegible] ایکڑ اراضی سیراب کرنے کے لئے نہروں کے دونوں جانب کھیتوں کے لئے نالے بنائے گئے۔

امدادی کام

سنہ [illegible] ف میں قحط سے متاثرہ علاقہ کی امداد کے لئے ۲۳۳۱۱۳۲ روپے عطا کئے گئے جس میں سے ۵۲۲۹۹۶ روپے سینٹ کارہائے آبپاشی صرف کئے گئے جس میں ڈنڈی پروجکٹ بھی شامل ہے ۳۴۳۹۰۰ روپے سڑکوں کی تعمیر پر صرف ہوئے۔ اضلاع ورنگل اور نلگنڈہ میں قحط سے متاثرہ لوگوں کی مدد کے لئے ۳۶ امدادی کام شروع کئے گئے جن کے مصارف کا تخمینہ ۳۴۹۹۰۴ روپے ہے۔ یہ کام سنہ ۱۳۵۰ ف میں جاری رہے ان امدادی کاموں کی وجہ سے دونوں اضلاع کے تقریباً ۲۰۰۰۰ باشندوں کو روزگار مل گیا۔

ڈنڈی پروجکٹ

اس پروجکٹ کی تعمیر سنہ [illegible] ف میں شروع ہوئی تھی اور اس کے لئے ۳۵۳۰۰۰ روپے کا تخمینہ منظور کیا گیا تھا۔ ڈنڈی پروجکٹ کے ذریعہ ۴۹۰۰ ایکڑ اراضی سیراب ہو سکے گی۔ اس پروجکٹ کے تحت مزدوروں کے لئے طبی امداد و حفظان صحت [illegible] مدارس اور امدادی [illegible] جیسی سہولتیں بھی بہم پہنچائی گئی ہیں اور محکمہ والوں اور ان کے ملازموں کے لئے رہائش کا انتظام بھی کیا گیا ہے۔

عربوں کی قومی تحریک

پہلی جنگ عظیم کے بعد

سلسلہ گزشتہ

شام: عربی جغرافیہ کی رو سے فلسطین، شرق اردن، لبنان یہ سب علاقے شام میں شامل ہیں۔ ترکی عہد حکومت میں فلسطین، شرق اردن اور موجودہ سوریہ ملا کر ایک صوبہ شمار کیا جاتا تھا۔ صرف لبنان عیسائیوں کی کثرت آبادی اور فرانس کے دباؤ سے الگ صوبہ تھا۔ اس صوبہ کا آخری ترکی گورنر جنرل جمال پاشا تھا۔ انجمن اتحاد و ترقی کی سرگرمیوں میں اگرچہ برابر کا شریک تھا تاہم اسے انور۔ سعید حلیم طلعت۔ بہاؤالدین شاکر سے کوئی نسبت نہ تھی۔ یہ جنگ عظیم کے آغاز میں شام آ گیا یہ چاہتا تھا کہ اس زرخیز عربی علاقہ کی تمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لے۔ اس سلسلہ میں اس نے روس کے ترکی سفیر سے گفت و شنید بھی کر لی تھی لیکن انقلاب روس کے بعد یہ سارا راز کھل گیا۔ انقلابیوں نے تمام خفیہ معاہدے شائع کر دئے۔ اور ترکی کو بھی اس بددیانتی کا علم ہو گیا لیکن جنگ عظیم کی پریشانیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

جنگ عظیم کے بعد عراق میں حکومت قائم ہو گئی لیکن اہل شام کو قیام حکومت کے ضمن میں بہت زیادہ جدوجہد کرنا پڑی۔ فرانس نے سب سے پہلے اس عہد شکنی سے سوریہ کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا لبنان کا نظام تو پہلے ہی الگ تھا۔ اب طرابلس الشام اور جبل عامل کو ملا کر ایک مستقل حکومت جمہوریہ للبنان کے نام سے قائم کر دی گئی۔ اس نظام میں طرابلس الشام اور جبل عامل کی مسلم اکثریت اقلیت میں تبدیل ہو گئی سوریہ میں جبل الدروز، لاذقیہ اور بلاد العلویین کے نام سے جمہوری نیم ریاستیں قائم کی گئیں اور اصل شام کے بچے کچھے علاقہ کو جمہوریت سوریہ کا نام دیا گیا۔ یہ تھی فرانس کی پالیسی جس نے باشندوں کو مشتعل کر دیا۔ اور لیڈروں کی بڑی تعداد نے جلا وطنی اور پردیس کو ترجیح دی۔

میسلون کے قتل عام کے بعد اہل شام نے حصول آزادی کے لئے مختلف تدبیریں اختیار کیں۔ مصر، پیرس، جینیوا اور امریکہ میں نشر و اشاعت کے مرکز قائم کئے۔ مصر میں شامیوں کی تعداد پہلے ہی سے بہت تھی۔ سید رشید رضا، عبدالرحمن شہبندر، اسعد خلیل، ڈاکٹر نسیم سیبعہ، خیر الدین زرکلی اور دوسرے جلاوطن لیڈروں نے مصر میں شامی تحریک کی علم برداری کی۔ امریکہ کے شامی عربوں کا سب سے کارگر دارالاشاعت جینیوا میں قائم ہوا۔ امیر شکیب ارسلان، احسان بک جابری اور ریاض بک صلح نے جینیوا میں شامی وفد کے نام سے مستقل سکونت اختیار کر لی۔

دروزی جہاد۔

اگر جلاوطن لیڈروں نے مصر، امریکہ، پیرس اور جینیوا میں تحریک کی رہبری کی تو ملک کے نوجوان بھی جہاد حریت میں پیچھے نہیں رہے۔ آئینی اور غیر آئینی مختلف طریقوں سے فرانسیسی حکومت کا مقابلہ کرتے رہے۔ بارہا خونی ہنگامے ہوئے۔ پھر صلح کا دور دورہ ہوا۔ انتخابات ہوئے۔ پارلیمنٹ پر وطن پرستوں کا قبضہ ہو گیا لیکن حکومت کی مشین ایک روز بھی نہ چل سکی۔ انتہا پسند وطنی ناقص اور نامکمل دستور قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ لیکن حکومت بھی قوم پرستوں کے مطالبات منظور کرنا نہیں چاہتی تھی۔ عراق کی ترقی یافتہ حالت دیکھ دیکھ کر شامی وطن پرستوں کا جذبہ عمل اور تیز ہوتا جاتا تھا۔

عراق جب مجلس اقوام کا ممبر ہو گیا تو شام کی تحریک اور زور پکڑنے لگی۔ شامی کانگریس (الکتلۃ الوطنیۃ) کے دفتر پر بار بار دھاوے ہوئے۔ گرفتاریاں ہوئیں لیکن اہل شام کے عزم و استقلال میں فرق نہیں آیا۔ جب وطن پروروں نے دیکھا کہ فرانس کی حکومت کسی طرح مطالبات ماننے پر آمادہ نہیں تو انہوں نے آخری جدوجہد کا فیصلہ کر کے عام ہڑتال کا اعلان کر دیا۔ تمام کاروبار بند کر دئے گئے۔ اسکول بند ہو گئے۔ بازار سب ویران ہو گئے۔ جمہوریہ کے صدر نے لاکھ جتن کئے کہ ایک دکان بھی کھل جائے لیکن وہ ناکام رہا۔ لیڈروں کی جلاوطنی اور گرفتاری نے حالت اور نازک کر دی۔ عام فساد شروع ہو گئے۔ یہ ہڑتال مسلسل پچاس روز جاری رہی تاآنکہ فرانس نے اپنی پالیسی میں تبدیلی ظاہر کی اور شام و فرانس کے درمیان ایک مساویانہ معاہدہ کا اعلان ہوا۔

جلاوطن لیڈر پیرس بلائے گئے۔ امیر شکیب بھی جینیوا سے پیرس گئے۔ کافی بحث و مباحثہ اور کئی مہینوں کی گفت و شنید کے بعد آخر ستمبر ۱۹۳۶ء میں معاہدہ مکمل ہوا۔ جو عراقی برطانوی معاہدہ ۱۹۳۰ء کے سے مطابق تھا۔ نیز اس کی رو سے شام کے منتشر حصے جبل الدروز اور لاذقیہ کو شامی حکومت میں شامل کرنے کا وعدہ کیا گیا۔ تین برس کے اندر انتداب کا خاتمہ اور مجلس اقوام کی ممبری کے توقعات بھی اس میں شامل تھے۔

نئے انتخابات ہوئے۔ قومی حکومت قائم ہوئی اور کل کے باغیوں نے زمام حکومت اپنے ہاتھوں میں لی۔ ہاشم اتاسی صدر جمہوریہ مقرر ہوئے۔ جمیل مردم بک وزیر اعظم بنائے گئے۔ امیر شکیب ارسلان، ریاض صلح احسان جابری اور ان کے علاوہ بیسیوں جلاوطنوں کو وطن آنے کی اجازت دی گئی۔ احسان جابری نے ایک ضلع کی حکومت قبول کر لی۔ امیر شکیب کے چھوٹے بھائی امیر عادل ارسلان انقرہ میں شامی سفیر مقرر ہوئے۔ خود امیر شکیب سے المجمع العلمی العربی (عرب اکاڈمی) دمشق کی صدارت اور سرپرستی قبول کرنے کی درخواست کی گئی۔

فلسطین

بحر روم کے مشرقی ساحل پر چھوٹا سا علاقہ ہے عرصہ دراز سے یہ علاقہ شام کا ایک حصہ شمار کیا جاتا رہا ہے۔ ترکی حکومت میں بھی فلسطین صوبہ شام میں شامل تھا اور عام طور پر فلسطین سے صوبہ شام کا جنوبی متعلق حصہ مراد لیا جاتا تھا۔ آج کل ان علاقوں کو الگ الگ فلسطین، شام، شرق اردن، سینا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ سب ایک صوبے کے اضلاع اور ایک حاکم کے ماتحت تھے۔ شرق اردن کی اصطلاح بالکل نئی ہے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (طبع یازدہم جلد ۲۰ صفحہ ۶۰۱) کے مطابق "نہر اردن سے فلسطین مشرقی اور مغربی دو حصوں میں منقسم ہوتا ہے تاہم مشرقی فلسطین کی حد بندی نہیں ہو سکتی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مشرقی فلسطین کی انتہا کہاں ہوتی ہے اور صحرائے عرب کہاں سے شروع ہوتا ہے۔"

جنگ عظیم کے خاتمہ پر عربی فوجیں جنرل النبی کی زیر قیادت فلسطین میں فاتحانہ داخل ہوئیں برطانوی پارلیمنٹ میں النبی کے اعزاز کے موقع پر جو تقریریں کی گئیں وہ سب کے سب صلیبی روح سے متاثر تھیں۔ بیت المقدس لے لینے کی شان میں یہ الفاظ کہے گئے۔

"آج دنیا کی آخری صلیبی جنگ ختم ہوئی اور النبی اس کا ہیرو ہے۔"

جنگ عظیم کے بعد شام پر فرانسیسیوں کا تسلط ہوا۔ عراق انگریزوں کے قبضہ میں آیا۔ شرق اردن میں برطانیہ کے زیر سایہ ایک الگ ریاست قائم کی گئی لیکن فلسطین پر دوہرا عذاب نازل ہوا۔ ایک طرف اس پر برطانوی قبضہ تسلیم کیا گیا دوسری طرف اس کا واسطہ یہودیوں کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا۔ حصول آزادی کی توقع پر فلسطینی عرب بھی ترکوں کے خلاف (ملاحظہ ہو صفحہ ۱۰)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

مولوی سید عارف الدین صاحب سابق چیف انجینئر نے سہ سالہ اعداد و شمار پیش کر کے اپنے ایک مضمون میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ مملکت آصفیہ اجناس خوردنی کی مد میں خسارہ والی مملکت ہے۔

نواب کمال یار جنگ بہادر کی رائے ہے کہ حیدرآباد اجناس خوردنی کی برآمد جاری رکھ سکتا ہے۔

جب ماہرین اور امراء میں اختلافات ہو تو بیچارے غریبوں کا کیا حال ہوگا!

جب مسٹر اینے وائسرائے کی کونسل کے رکن تھے تو بندہ پرجا منڈل حیدرآباد نے مسٹر اینے کے توسط سے وائسرائے بہادر کی خدمت میں یہ محضر پیش کیا تھا کہ وہ حیدرآباد میں اردو کے بجائے انگریزی زبان کو ذریعہ تعلیم قرار دینے کی سفارش فرمائیں۔ مسٹر اینے نے اس محضر کو آگے بڑھا یا ہی تھا کہ چند روز کے بعد انہیں اپنی خدمت سے سبکدوش ہونا پڑا۔

سنتے ہیں کہ اب ڈاکٹر کھرے کی باری ہے اور ان کے توسط سے ایک محضر پیش کیا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب ایک بار کانگریس سے نکالے جا چکے ہیں۔ اگر ڈاکٹر صاحب کی اس مداخلت بیجا پر لارڈ ویول خضر کو برطرف کا مشورہ کیا محکمہ سیاسیات خاموش رہے گا۔ معلوم نہیں یہ پرجا منڈل برطانوی ہند کے سیاسی لیڈروں کا کیوں تعاقب کر رہا ہے!

ایک صاحب نے دریافت کیا ہے کہ:-

"کیا وائسرائے کونسل کے ارکان کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ ریاستی معاملات میں مداخلت بیجا کریں؟"

ہماری رائے میں کھدر پوشوں کے لئے سب کچھ جائز ہے۔ بگلے زمانہ کے ایک شاعر نے ان کے متعلق کہا تھا۔

ع۔ مستند ہے جو کہ تیرا فرمایا ہوا

اب یہی بات کھدر پر صادق آرہی ہے۔

حیدرآباد کے لئے چار آزادیاں (ایک اداریہ کا عنوان)

حسب ذیل چار آزادیاں تو حیدرآباد کو اب بھی حاصل ہیں:-

(۱) غلہ برآمد کرنے کی آزادی

(۲) برطانوی ہند سے عہدہ داروں کو درآمد کرنے کی آزادی

(۳) عہدوں پر مامور ہونے کے باوجود کام نہ کرنے کی آزادی۔

اور (۴) رشوت ستانی اور اقربا نوازی کی آزادی

ابھی کسی چار آزادیاں مانگی جا رہی ہیں؟ عالم پیرو کاری میں پیروی کرتے کرتے لوگوں مرنے کی پانچویں آزادی بھی تو اہل حیدرآباد کو حاصل ہے! ان ساری آزادیوں کے حاصل ہوتے ہوئے مزید مطالبات محض برطانوی ہند کی اندھی تقلید ہے۔

"تاؤن ہال باغ عامہ میں عابد جنگ عظیم پر تقریر کرتے ہوئے مرزا اسماعیل مدلیار نے فرمایا:-

"افسوس ہے کہ شہر حیدرآباد میں جس کی آبادی تقریباً دس لاکھ ہے صرف چار برقی خانے ہیں"

بات یہ ہے کہ اہل حیدرآباد مسئلہ اغذیہ کو حل کرنے کے لئے ضبط تولید پر عمل کر رہے ہیں۔

مرزا اسماعیل نے یہ بھی فرمایا کہ قوت برقی کی تولید کے بغیر صنعتی ترقی ممکن نہیں۔

یہی بات پندرہ سال سے نواب علی نواز جنگ بہادر بھی کہتے آرہے ہیں۔

چھوٹے کاشتکاروں کے مفاد کا تحفظ۔ (صفوت حیدرآباد کے ایک مضمون کی سرخی)

یہی وجہ ہے کہ زمیندار، علمدار اور لیڈر حکومت سے خفا ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے حکومت کو کیا حق ہے کہ وہ چھوٹے کاشتکاروں کے مفاد کا تحفظ کرے۔ کاشتکاروں کے مفادات سے حکومت جس قدر غافل ہے خود حکومت کے لئے اچھا ہے تاکہ لیڈروں، زمینداروں اور ساہوکاروں کا پورا تعاون حکومت کو حاصل رہے

عابد جنگ عظیم میں سڑکوں کی اہمیت (ایک سرخی)

ہم تو دوران جنگ میں بھی سڑکوں کی اہمیت کے قائل ہیں۔ اگر بلدیہ کی سڑکیں اچھی ہوتیں تو پٹرول کی قلت نہ ہوتی۔ بات یہ ہے کہ موٹر نشین حضرات خراب سڑکوں سے بچنے کے لئے طویل سفر بھی گوارا کر لیتے ہیں اور پٹرول زیادہ خرچ کر کے مسائل جنگ میں حارج ہوتے ہیں جس کی ذمہ داری بلدیہ، ڈرینیج اور تعمیرات پر عائد ہو سکتی ہے۔

اطلاع ملی ہے کہ گزشتہ ماہ ۱۰۹۰ صارفین کے مکانات کو قوت برقی کی فراہمی مسدود کر دی گئی۔ (ایک خبر)

اب یہ حضرات روغن گیاس کی دوکانوں پر دھاوا کریں گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ روغن گیاس کی سپلائی بھی پٹرول کی طرح عارضی طور پر ہی سہی مسدود ہو جائے گی۔ شاید ابھی دقتوں کے پیش نظر جاپان والے گھی کے چراغ جلا رہے ہیں۔ کیا محکمہ صنعت و حرفت روغن گیاس کا بدل تلاش نہیں کر سکتا۔

"ٹائمز آف انڈیا" میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "بنگال کے اضلاع میں چاول کی قیمت سرعت کے ساتھ گر رہی ہے جو باہر سے اجناس خوردنی کی بنگال میں درآمد بہ افراط کی توقع، اور اس احساس نے کہ حکومت کسی صورت میں بھی قیمتوں کی گرانی برداشت نہیں کرے گی ذخیرہ بازوں کو پریشان کر دیا ہے اور ذخیرہ باز سرعت کے ساتھ اپنے ذخائر باہر لا رہے ہیں۔"

اب معلوم ہوا کہ بنگال کے غذائی بحران کی اصلی وجہ کیا تھی۔ بنگال کے فاقہ کش ان ذخیرہ بازوں سے کہتے ہوں گے۔

سہ کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیمان کا پشیماں ہونا

مجلس بلدیہ بمبئی کے متعلق "ٹائمز آف انڈیا" ایک اداریہ میں تحریر کرتا ہے کہ: "یہ ایک ناخوشگوار واقعہ ہے کہ کانگریسی نمائندے جن کی مجلس بلدیہ میں کثرت ہے اپنے حق رائے دہی کو قیمتوں کی مرضی کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ بلدی معاملات پر سیاسی اثرات غالب ہیں جس سے اقلیتوں میں بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ یہ ایک روایت قائم ہو گئی تھی کہ باری باری سے ہر سال ایک فرقہ کے نمائندے کو میئر منتخب کیا جائے لیکن یہ جماعت چاہتی ہے اسی کی مرضی کے مطابق میئر بلدیہ کا انتخاب ہو۔ اقلیت کا کوئی نمائندہ جو کانگریس کے آگے گھٹنے نہ ٹیکے اس عہدہ پر آ نہیں سکتا۔"

کانگریس کو ہندوستان کی واحد جماعت ثابت کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اقلیتوں پر تسلط قائم رکھا جائے۔ اس میں منہ کی کیا بات۔

اجناس خوردنی کی حد تک حیدرآباد خود مکتفی نہیں

مولوی سید عارف الدین صاحب سابق چیف انجنیر کی رائے

مولوی سید عارف الدین صاحب سابق چیف انجنیر نے اپنے ایک مضمون میں جو حسب ذیل ہیں۔ شائع ہوا ہے سہ سالہ اعداد پیش کرکے یہ ثابت کیا ہے کہ حیدرآباد غلہ کی حد تک برآمد کنندہ ملک نہیں ہے۔ اس مضمون کا ایک اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

اس مسئلہ کے متعلق دو سوال پیدا ہوتے ہیں :-

۱۔ کیا در اصل غلہ کی حد تک بہ حیثیت مجموعی حیدرآباد برآمد کنندہ ملک ہے یا نہیں؟

۲۔ کیا ہم کافی غلہ اگاتے ہیں؟ اگر نہیں اگاتے ہیں تو ہم کو آئندہ کیا کرنا چاہئے؟

سوال اول کے متعلق میں نے موجودہ جنگ عظیم کا پہلا سال ۱۳۴۹ف اور اس کے قبل کے دو سال ۱۳۴۷ف و ۱۳۴۸ف یعنی تین سال کے برآمد اور درآمد کے اعداد ذیل میں درج کئے ہیں۔ ان میں میں نے چاول گیہوں، جوار، باجری کے پیداوار کے اعداد دو رپورٹ سے لئے ہیں۔ راگی اور مکئی میں نہ برآمد ہے اور نہ درآمد ہے۔ چنا اور دیگر اناج اور دالوں کو اولاً خارج کر دیا ہوں۔ اس وجہ سے کہ چنا پیٹ بھرنے کی جنس نہیں ہے اور دیگر اناج اور دالوں کی کوئی تفصیل نہیں بتلائی گئی ہے۔ نہ معلوم ان میں کون کونسی چیزیں اور کس کس مقدار میں ہیں۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ ان میں اناج کے ایک ایک اقسام کی مقدار زیادہ نہیں ہوگی اور اہم اقسام صرف وہ ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

(اس کے بعد مولوی عارف الدین صاحب نے سہ سالہ اعداد پیش کرکے بتلایا ہے کہ درآمد کی اوسط مقدار ۱۰۳۰۷۱ ٹن رہی اور برآمد کی اوسط مقدار (۵۰۹۰۳) ٹن رہی اس طرح حیدرآباد میں فاضل درآمد کی مقدار (۵۲۰۴۸) ٹن رہی)۔

ان اعداد سے ظاہر ہے کہ ۱۳۴۸ف میں دالوں کو ملانے کے بعد برآمد فاضل رہی مگر دیگر دو سالوں اور اوسط سہ سالہ درآمد فاضل رہی اس سے یہ چیز بالکل صاف اور واضح ہے کہ غلہ میں ہمارا ملک درآمد کنندہ ہے اور سب سے زیادہ چیز جو ہم درآمد کرتے ہیں وہ چاول ہے۔ اس کی اوسط مقدار سہ سالہ ۱۳۴۸ف کی تقریباً ۵۰ ہزار ٹن ہے۔ ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم جلد سے جلد چاول میں خود مکتفی ہو جائیں۔ اس کے لئے ہم کو تقریباً ڈھائی لاکھ ایکڑ دھان کا رقبہ بڑھانے کی ضرورت ہے جس کے متعلق میں نے آج سے تین سال قبل اپنی تجاویز حکومت کے سامنے پیش کردی تھیں۔ اب جبکہ تمام ہندوستان میں چاول زیادہ اگانے کی ضرورت ہے تو بنگال کی مصیبت کی وجہ سے خاص اہمیت پیدا ہو گئی ہے یقین ہے کہ حکومت اس طرف توجہ فرمائے گی اور سال حال کے موازنہ اور جناب صدر المہام بہادر فینانس کی تقاریر سے بھی یہی ظاہر ہو رہا ہے جس چیز کی طرف خاص کر توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم اس دھوکے میں نہ رہیں کہ ہمارا ملک برآمد کنندہ ہے اور اس لئے ہمارے ملک میں غلہ کافی اگ رہا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ باوجود ملک کی پیداوار کافی ہونے کے تھوڑا غلہ برآمد کیا جائے۔

دوسرا سوال جو بہت اہم ہے وہ یہ ہے کہ آیا جو غلہ ہم اگاتے ہیں وہ پیٹ بھر غذا مہیا کرنے کے لئے کافی ہے اس کے متعلق ذیل کے اعداد سے جو رقبہ کاشت اور پیداوار کے متعلق میں پیش کرنا چاہتا ہوں یہ تین سال یعنی ۱۳۴۶ف تا ۱۳۴۸ف کے اوسط پیداوار کے اعداد ہیں۔

جنس	رقبہ کاشت ایکڑ میں	مقدار پیداوار ٹن میں
چاول	۱۰،۰۵،۹۱۱	۳،۷۹،۲۰۵
گیہوں	۱۲،۵۳،۸۷۸	۱،۷۱،۳۰۸
جوار	۹۳،۳۵،۰۹۷	۱۳،۹۸،۷۲۷
باجرا	۱۹،۰۱،۱۳۵	۳،۲۵،۷۷۵
راگی	۱۹،۸۲۳	۲۰،۹۲۴
مکئی	۶،۲۷،۲۰۹	۱،۰۳،۸۸۸
دیگر بارہ یک غلہ	۱۲،۳۳،۵۲۵	۱،۳۳،۴۵۳
جملہ	۱،۵۵،۷۸،۸۱۵	۲۵،۸۵،۹۹۳

حیدرآباد کی آبادی ۱۳۵۰ف کی تقریباً ایک کروڑ ۶۳ لاکھ ۳۸ ہزار تھی۔ اس طرح پیداوار سالانہ فی کس ۳۵۵ پونڈ اور روزانہ تقریباً ایک پونڈ کے برابر ہے یہ بمقابلہ برطانوی ہند کے جس کا اوسط ساڑھے چھ چھٹانک نکلتا ہے کسی قدر زیادہ ہے۔ مگر پھر بھی جس قدر ہونا چاہئے اس سے بہت کم ہے۔ جیسا کہ میں نے برطانوی ہند کے غذائی موقف کے سلسلہ میں بتلایا ہے کہ پیٹ بھر کھانے کے لئے فی کس دو پونڈ اوسط غلہ دستیاب ہونا چاہئے۔ مگر کسی حالت میں بھی ڈیڑھ پونڈ سے کم غلہ کثیر تعداد کو بھوکا رکھے گا اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم کو پیداوار کم از کم ڈیوڑھی کرنی چاہئے اور دگنی ہو تو بہتر ہے۔ اگر اوسط غلہ جو میسر آسکتا ہے جو ایک پونڈ یومیہ فی کس ہے ہم تولہ ہو تو زیادہ کھانے والوں کا حصہ نکالنے کے بعد یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ غریبوں کو کس قدر غلہ میسر آ رہا ہے۔ اسی وجہ سے یہ عام خیال غلط نہیں ہے کہ حیدرآباد کی آبادی کا بھی ایک کافی بڑا حصہ ایسا ہے کہ جن کو ایک وقت سے زیادہ غذا میسر نہیں۔ تاہم اگر کسی سال یہ اعداد ابھی جو اوسط غلہ ارزاں ہو تو غریبوں کو زیادہ غلہ میسر آئے گا۔ ورنہ ان کی غربت غلہ میسر آئے تو بھی پیٹ بھر کھانے کی اجازت نہیں دیتی اس لئے ہم کو نہ صرف غلہ اگانے کی طرف توجہ کرنا بہت ضروری ہے بلکہ غریبوں کی قوت خرید بڑھانے کی طرف توجہ کرنا بھی بہت ضروری ہے بہ ایں ہمہ ان کے غریبوں کی قوت خرید بڑھانے کا مسئلہ زراعت اور صنعتوں کی ترقی سے جدا کیا نہ ہے اس کا حل ناممکن نہیں۔

محصول زائد منافع کا نفاذ

سلسلہ صفحہ (۳)

چنانچہ اپنی عرضی رعایا کی فلاح و بہبود کے پیش نظر بندگان اقدس و اعلیٰ نے برائے خسروانہ سفارشات مذکورہ بالا کو شرف منظوری عطا فرمایا گیا اور احکام متعلقہ دستور العمل کی صورت میں جریدہ اعلامیہ میں شائع کئے جا رہے ہیں۔

"میری عزیز رعایا کو خوش حال دیکھنے سے بڑھ کر میرے لئے کوئی اور مسرت نہیں"

چھٹی نمائش مصنوعات ملکی کا افتتاح

اعلیحضرت جلالۃ الملک شہریار حیدرآباد دبرار کا جواب سپاسنامہ

باغ عامہ میں اعلیٰ حضرت جلالۃ الملک شہریار حیدرآباد خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ نے چھٹی نمائش مصنوعات ملکی کا دست مبارک سے افتتاح فرماتے ہوئے حسب ذیل جواب سپاسنامہ ارشاد فرمایا:-

نمائش مصنوعات ملکی کا دوسری مرتبہ افتتاح کرنے میں مجھے خاص طور پر اس لئے مسرت ہے کہ دوران سال میں قائم شدہ جدید کارخانوں کے تیار کردہ مصنوعات کو دیکھ سکوں گا اور اس لئے بھی کہ ملک کی عام صنعتی ترقی کی اہمیت اور اس سے میری گہری دلچسپی کا اظہار ہو۔ صناعوں سرمایہ داروں اور مزدوروں کو معلوم ہو جائے کہ صنعتی ہنر کی ترقی سرمایہ کے بہتر استعمال اور مزدوروں کی خوش حالی میری خاطر فکر اور ہمدردی کے مرکز ہیں۔

۲۔ جدید صنعتوں کے قیام کے لئے بدلے ہوئے حالات اور بہتر مستقبل کی توقع پر میری حکومت کا فرض ہے کہ کسی اچھی فرصت کو ہاتھ سے نہ دے۔ اور ہر ایسی سہولت کو جو ملک کی ضرورتوں کے لئے مفید ہو حاصل کرے میں جانتا ہوں کہ میری حکومت اپنے اس فرض سے آگاہ اور اس کے ادا کرنے میں کوشاں ہے۔

۳۔ نئی صنعتوں کے قیام میں مشنری کے چلانے کی قوت کا اہم سوال متعلق ہے اس لئے زراعت کے لئے پانی اور صنعتوں کے لئے برقی قوت مہیا کرنے کی اسکیموں کو حکمتہ تیزی کے ساتھ بروئے کار لانا نہایت ضروری ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ صدر اعظم اور ارکان باب حکومت مشنری کے لئے قوت پیدا کرنے کی اسکیموں پر غور کر رہے ہیں مستقبل قریب میں پانی سے قوت حاصل کرنے کی اسکیموں کی تکمیل میرے لئے کمال مسرت کا باعث اور میری رعایا کے لئے فال نیک ثابت ہوگی۔

۴۔ مشینی دور سے جہاں ممالک محروسہ کے خام اشیاء کو صنعتی اغراض کے لئے استعمال کرنے کے کارخانوں کا قیام ضروری ہے اس کے ساتھ ساتھ دستی صنعتوں کا احیاء، بقاء اور ترقی بھی خاص توجہ اور کوشش کی مستحق ہے۔

۵۔ زرعی آبادی کے کاریگروں کی نسبت یہ تفریق دشوار ہے کہ کتنے ان میں ایسے ہیں کہ زرعی رقبہ جات کو چھوڑ کر شہری رقبوں میں حاصل کام پر لگائے جا سکتے ہیں۔ زرعی رقبہ جات کے کاریگروں کی نسبت عام تصور یہی ہے کہ وہ زرعی علاقوں ہی میں رہ کر اپنی صنعتوں کو چلا سکتے ہیں۔ اس لئے دیہی صنعتوں کو زرعی رقبہ جات میں منظم کرنا ان کو ترقی دینا اور مصنوعات دیہی کے لئے موزوں بازار پیدا کرنا ضروری ہے۔

۶۔ مجھے معلوم ہے کہ صنعت و تجارت اس ذمہ داری کو محسوس کرتا ہے اور تنظیم ماہد جنگ کا محکمہ بھی اپنے پیش نظر ایک وسیع نظام عمل رکھتا ہے جس میں دستی پارچہ بافی کی حفاظت اور ترقی، مزدوروں کے حقوق کی حفاظت اور ان کی خوش حالی کا بھی خاص طور پر خیال ہے مجھے امید ہے کہ تنظیم ماہد جنگ میں ان سرگرمیوں کی جانب میری حکومت قرار واقعی توجہ کرے گی۔

۷۔ گزشتہ نمائش کی افتتاح کے موقع پر نمائش کے انتظامات کی نسبت اپنا اطمینان ظاہر کرتے ہوئے میں نے کہا تھا کہ جن مصنوعات کی نمائش کی گئی ہے ان کو بازار میں لانے اور اندرون و بیرون ملک ان کے فروخت کرنے کا انتظام کافی طور پر نہیں ہے۔ اس غرض کی پیش رفت میں مناسب انتظامات نمائش کمیٹی اور محکمہ متعلقہ دونوں کو کرنا چاہیئے۔

الحاصل نمائش کی سال بہ سال ترقی کو دیکھ کر خوش اور مزید ترقیوں کو دیکھنے کا مشتاق ہوں اور میری عزیز رعایا کو خوش حال دیکھنے سے بڑھ کر میرے لئے کوئی اور مسرت نہیں ہو سکتی۔

سپاسنامہ

مولوی احمد محی الدین صاحب صدر مجلس نمائش و استقبالیہ نے حسب ذیل سپاسنامہ سنانے کی عزت حاصل کی:-

بہ پیشگاہ اعلیحضرت بندگان عالی حکیم السیاست سلطان العلوم شہریار حیدرآباد دبرار خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

بعد آداب آستاں بوسی ______ مودبانہ عرض ہے کہ

اراکین مجلس نمائش کے لئے یہ امر باعث صد افتخار ہے کہ اعلیحضرت بندگان عالی بنفس نفیس قدم رنجہ فرما کر اس سال بھی نمائش کا افتتاح فرما رہے ہیں۔ اس سعادت کے لئے ہم جاں نثاران موروثی کمال ادب سے ہدیہ تشکر پیش کرنے کی عزت حاصل کرتے ہیں۔

گزشتہ سال کی نمائش کے افتتاح کے موقع پر ارشاد ہمایونی ہوا تھا کہ یہ انجمن اس کی کوشش کرے گی کہ حیدرآباد صنعت و حرفت میں ہندوستان کے کسی صوبہ سے پیچھے نہ رہے" ارشاد ہمایونی ہم تمام جاں نثاران موروثی کے دلوں پر منقش ہے اور ہمارے لئے شمع ہدایت کا کام دے رہا ہے اگرچہ موجودہ زمانہ میں مشنری اور دیگر صنعتی ضروریات کی فراہمی میں گوناگوں مشکلات پیش آ رہی ہیں تاہم حکومت کی سرپرستی اور بعض ملکی سرمایہ داروں کی ہمت سے گزشتہ چند سال کے اندر ممالک محروسہ میں کئی ایک کارخانے قائم ہو گئے ہیں اور توقع ہے کہ عنقریب مزید کارخانوں کا قیام عمل میں آئے گا چنانچہ چند ماہ پیشتر اعلیٰ حضرت بندگان عالی نے بنفس نفیس آمدن جیل و رکس کا افتتاح فرما کر حوصلہ افزائی فرمائی اور وابستگان دولت کے لئے ناقابل فراموش ہے حضرت بندگان عالی ہی کی شاہانہ سرپرستی کا نتیجہ ہے کہ اب ملک میں صنعت و حرفت کی طرف رجحان روز بروز ترقی پر ہے جس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ جہاں چند سال پیشتر کمپنیوں کے حصص بمشکل فروخت ہوتے تھے وہاں ملک کی صنعتی و تجارتی اداروں پر اعتماد بڑھتا جا رہا ہے اور ان اداروں کے حصص بہ آسانی فروخت ہو رہے ہیں یہاں تک کہ اب اس کاروبار نے اس قدر اہمیت حاصل کر لی ہے کہ اس کو منظم کرنے کے لئے حضرت بندگان عالی کی منظوری سے ایک خاص دستور العمل کے ذریعہ اسٹاک ایکسچینج کا قیام عمل میں آیا ہے چونکہ سر رشتہ تجارت اس کا محرک ہے اس لئے ہندوستان کے کاروباری دنیا میں ایک خاص حیثیت رکھتی ہے اسٹاک ایکسچینج کا افتتاح کرتے ہوئے یہ تمنا ظاہر کی گئی تھی میری دعا ہے کہ حضرت اقدس و اعلیٰ کی مدبرانہ قیادت میں اس مرفہ کے بدولت اس کے اراکین اور باشندگان ملکت حیدرآباد کو ایسی عظیم الشان خوش حالی نصیب ہو کہ جس کے وہ بجا طور پر مستحق ہیں۔"

ہر ملک کے صنعتی نشو و نما کا انحصار صنعتی تحقیقات، فراہمی سرمایہ اور تربیت یافتہ کاریگروں پر ہوتا ہے چنانچہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں بھی صنعتی تحقیقات کی کمی کو اندسٹریل ریسرچ لیبارٹری جیسے اداروں کے قیام اور صنعتی تعلیم کے وسیع تر انتظامات کی بدولت حیدرآباد صنعتی ترقی کے راستہ پر تیزی سے گامزن ہو رہا ہے جس کی جھلک سال بہ سال

اس نمائش کی وسعت اور ترقی میں نظر آ رہا ہے۔
قائم شدہ دستوروں کے تحفظ اور مابعد جنگ صنعتی ترقی کے امکانات اور دیگر اہم مسائل پر غور کرنے کے لئے ایک منصوبہ عملی تنظیم مابعد جنگ کا قیام بندگانِ عالی حضرت جہاں پناہ عمل میں آیا ہے جس کے تحت مختلف کمیٹیاں جو سرکاری اور غیر سرکاری نمائندوں پر مشتمل ہیں کام کر رہی ہیں اور توقع ہے کہ ان کی مساعی سے آئندہ ملک کی ہر صنعتی ترقی کے راستے کھل جائیں گے ہمیں امید ہے کہ ساتھ کمیٹی مجلس نمائش و انجمن … نے سالانہ صنعتی کانفرنس اور صنعتی نمائش کی ابتدا کی تھی وہ … موقع نظر آ رہی ہیں۔

یہ امر بھی ملازمان اور مجلس کی خوشنودی کا باعث ہوگا کہ سال بہ سال انعقاد نمائش سے ملک کے تعلیم یافتہ نوجوانوں میں رضاکارانہ خدمت کارگزاری کا ایک خاص جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ طلبا بھی اور غیر طلبا میں کی ایک کثیر جماعت نمائش کے انتظامات کی انجام دہی میں شب و روز مصروف رہتی ہے اس امر کے … کرنے کی بھی اجازت دی جاتی ہے کہ نمائش کردہ سامان … میں … سرکاری ہی اسی طرح دلچسپی لیتے ہیں … دلچسپی … کی وجہ سے جو … ہوتے ہیں وہ محتاج عرض نہیں ہیں … وقت سے کامل … مملکت کی خدمت گزاری کے بہتر سے بہتر مواقع حاصل کریں۔

اراکین مجلس نمائش شہزادہ والاشان اعظم جاہ بہادر کے شکر گزار ہیں کہ شہزادہ والاشان نمائش میں خاص دلچسپی کا اظہار فرماتے ہیں نمائش گاہ میں رونق … کے مظاہروں سے عوام کی دلچسپی میں … اضافہ ہوا۔

نمائش کے … ضروریات کے پیش نظر یہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ اس کے انعقاد کے لئے ایک وسیع رقبہ کی ضرورت ہے۔ مجلس نمائش حضرت والا شان شہزادہ معظم جاہ بہادر … کی شکر گزار ہے کہ شہزادہ والاشان نے از راہ عنایت باغ عامہ کے جنوبی حصہ میں ہر سال نمائش منعقد کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ چنانچہ اس سال نمائش … باغ عامہ کے … حصہ پر … سرفرازی کے باعث نمائش کے … مستقل … ہو گیا ہے وہ نمائش کے مستقبل کی نسبت خوش آئند علامت ہے۔ اس … کی صفائی اور … اور … سرکار عالی کے … روپیہ منظور کئے ہیں جس پر مجلس نمائش اظہار تشکر کرتی ہے۔ …

عرض پرداز ہے کہ آقائے ولی نعمت اس نمائش کا افتتاح فرما کر اراکین مجلس نمائش کو سرفراز و ممنون فرمائیں
زیادہ حد ادب۔
الٰہی آفتاب عمر و اقبال تاباں و درخشاں باد۔

چرچل روزویلٹ اور چیانگ کائی شک کے مشورے

لندن ۲ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ شمالی افریقہ میں مسٹر چرچل مسٹر روزویلٹ اور جنرل چیانگ کائی شک کی کانفرنس دو شنبہ سے جمعہ تک پانچ دن جاری رہی۔ قاہرہ سے ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ برطانیہ کی جانب سے اس کانفرنس میں مسٹر ایڈن، لارڈ لیدرس، … سر جان ڈل، … اور ایک اور جنرل بھی شامل تھے۔ امریکی نمائندوں میں امیر البحر لیہی، جنرل مارشل، ایڈمرل کنگ، جنرل آرنلڈ، لفٹنٹ جنرل سامرول، میجر جنرل واٹسن، … مسٹر ہیری ہاپکنس، مسٹر ایورل ہیری مین اور سفیر … اور سفیر … بھی شریک تھے۔ چینی نمائندوں میں تمام چینی شعبوں کے نمائندے موجود تھے۔
جنرل چیانگ کائی شک کے ساتھ مادام (بیگم) چیانگ کائی شک بھی تھیں۔
یہ پہلا موقع تھا کہ مسٹر چرچل، صدر روزویلٹ اور جنرل چیانگ کائی شیک کی ملاقات ہوئی۔ فوجی اور سیاسی مشیروں کے علاوہ لارڈ لوئی ماؤنٹ بیٹن بھی موجود تھے اور جس وقت … بھی شریک تھے۔

برما روڈ اور ہندوستان کی سمت سے حملہ۔

… لکھتا ہے کہ جس وقت تینوں لیڈر مسائل پر مباحثہ کر کے اصولوں پر متفق ہو کر جاپان کے خلاف آئندہ حملوں کے خد و خال کو تیار کر رہے تھے ان کے مشیروں کی جماعتیں ماہرِ جنگ کی تحقیق … تینوں نے کانفرنس کے سامنے ضروری مسائل کو پیش کیا جس میں بحر الکاہل جنوبی و مشرقی ایشیا اور چین میں متحدہ … کے سلسلے بھی شامل تھے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ ایک متحدہ حملہ کر کے جلد سے جلد جاپان کو شکست دی جائے۔ اور ہندوستان کی طرف سے حملہ کر کے … چین کی فوج اور آبادی کے لئے رسد بھیجنے کی غرض سے کھول دیا جائے۔

اتحادی لیڈر کس طرح جمع ہوئے۔

قاہرہ ۲ دسمبر۔ اب لندن میں اس امر کا انکشاف کیا ہے کہ اتحادی لیڈر ہوائی … کے ذریعہ سے شمالی افریقہ پہنچے تھے مگر مسٹر چرچل نے اپنی مسافت کا ایک حصہ جہاز کے ذریعہ سے کیا وہ جبرالٹر … اور واپس ہوتے ہوئے آئے برطانوی وزیر اعظم کے ساتھ ان کی لڑکی سارا بھی رہیں۔

ایک تاریخی واقعہ۔

لندن ۲ دسمبر۔ ڈاکٹر … نے شمالی افریقہ میں اتحادی لیڈروں کی اس ملاقات کو ایک تاریخی واقعہ کے نام سے موسوم کیا۔ انہوں نے کہا کہ جو فیصلہ ہوا ہے وہ نہ صرف عملی صورت میں ظاہر ہوگا بلکہ اس کا نتیجہ حد تک یہ اثر ہوگا کہ امن کی تعمیر میں اتحادیوں کا باہم تعاون یقینی ہوگا۔ ہالینڈ کے نمائندے نے بھی ان مقاصد سے پورا اتفاق ظاہر کیا ہے جس کا کانفرنس کے اعلامیہ میں اعلان کیا گیا ہے۔

لندن کے صحافتی تاثرات

لندن ۲ دسمبر۔ آج لندن کے اخباروں میں سہ دولتی کانفرنس کا ذکر بہت نمایاں ہے۔ ان کے صفحات پر آج تصویریں اور نقشے بھی شائع کئے گئے ہیں ان اخباروں میں یہ گمان ظاہر کیا گیا ہے کہ اب اتحادی جاپان کے خلاف شدید کارروائی کرنے والے ہیں۔ اتحادیوں کا مقصد یہ ہے کہ جاپان سے اس کے تمام مقبوضات جو اس نے نہ صرف اس جنگ میں بلکہ گزشتہ جنگ میں حاصل کئے گئے تھے چھین لئے جائیں۔

ڈوبتا ہوا سورج۔

اخبار ڈیلی میل نے اپنے مضمون کی سرخی "ڈوبتا ہوا سورج" قائم کی ہے اور لکھتا ہے کہ اس کانفرنس سے سب سے زیادہ مسرت … چین کو ہوئی ہوگی جو پہلی بڑی قوم ہے جس نے اس لوٹ مار کا مقابلہ کیا اور جو تقریباً … سال تک لڑتی رہی۔ چین کے تمام علاقے … واپس کرائے جائیں گے اور اس طرح جاپان سے جو علاقے … ہیں وہ … واپس لئے جائیں گے۔

اہم ترین کانفرنس

تمام دنیا میں اس کانفرنس کو موجودہ جنگ کی اہم ترین کانفرنس سمجھا جا رہا ہے۔ … کہ … ہیں … کی … سے … کر دے … اس کا پوری طرح … کی بنیاد … میں … ہے اور یہ پہلا موقع ہے کہ اتحادی کانفرنس کی خبر کو اس طرح چھپایا گیا ہے۔

مملکت
اخبار
مسئول ایڈیٹر …

عربوں کی قومی تحریک

(بقیہ صفحہ ۵)

نبرد آزما ہوئے لیکن جس طرح عرفی معاہدے کے ہوتے ہوئے انگریزوں نے فرانس سے مل کر عربی ممالک کا بٹوارہ کر لیا تھا۔ اسی طرح اس عربی معاہدے کی صریح خلاف ورزی اس اعلان سے کی گئی جو تاریخ میں اعلان بالفور کے نام سے مشہور ہے۔ اس اعلان کی رو سے:۔

"ہز مجسٹی کی حکومت فلسطین میں یہود کے قومی وطن بنائے جانے کی تجویز کو استحسان کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور وہ اس تجویز کو بروئے کار لانے کی انتہائی کوشش کرے گی اور یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ کوئی ایسی صورت پیدا نہیں کی جائے گی جس سے فلسطین کے غیر یہودی باشندوں کے مذہبی اور شہری حقوق کی پامالی ہو یا دوسرے ملکوں کے یہود کی حق تلفی ہو۔"

یہود کے قومی وطن کی تشکیل اور باشندگان فلسطین کے مفاد کی حفاظت ایک ساتھ نہیں ہو سکتی تھی۔ باشندگان فلسطین کا مفاد یہ ہے کہ ملک میں یہود کی اکثریت کسی طرح قائم نہ ہونے پائے۔ اعلان بالفور کا اقتضا اس کے برعکس یہ ہے کہ یہود کی آمد کا سلسلہ تیز کیا جائے تاآنکہ آگے چل کر ان کی اکثریت ہو جائے اور قومی وطن کا خواب عملی صورت اختیار کر لے۔

صیہون۔

صیہون دراصل مشرقی پہاڑی کے جنوبی حصہ کا نام ہے جس پر حضرت داؤد نے اپنی عبادت گاہ بنوائی تھی۔ بعد کو پورے پہاڑ پر اس کا اطلاق ہونے لگا پورے بیت المقدس (یروشلم) پر بھی اسے بولنے لگے (یہی نہیں بلکہ) پوری قوم اور اس کی روحانی تمناؤں کی نسبت بھی اس طرف ہونے لگی۔

یہود کی سیاسی تحریک اسی صیہون سے منسوب ہے اور صیہونیت کہلاتی ہے۔ "ارض موعودہ" سے جلاوطنی کے بعد یہود کبھی اسے نہیں بھولے وہ ہمیشہ اس وقت کا بے چینی کے ساتھ انتظار کرتے رہے جب وہ سلیمان علیہ السلام کا تاج و تخت حاصل کر سکیں گے۔

"پہلے یہ تحریک صرف روحانی حیثیت رکھتی تھی قومی حیثیت کا احساس بھی ساتھ ساتھ تھا مختلف اوقات، حالات میں تحریک کا ظاہری جامہ بدلتا رہا لیکن قومی وطن کو زندہ کرنے کا خیال برابر سختی سے قائم رہا ہے۔"

اٹھارھویں صدی کے آخر اور انیسویں صدی کے آغاز میں انگریزی سیاست دانوں نے فلسطین کے یہود کی ہمت افزائی شروع کی بلکہ انیسویں صدی کے وسط ہی میں سنہ ۱۸۴۰ء کے لگ بھگ انگلستان کے بعض سیاسی مدبرین فلسطین میں قومی حکومت کے قیام کی تحریک کرنے لگے۔

انیسویں صدی کے آخر میں ڈاکٹر ہرزل کی تحریک اور کوشش سے اس جذبہ میں نمایاں ترقی ہوئی روحانی تحریک نے صاف صاف سیاسی صورت اختیار کر لی قومی وطن کا مطالبہ ہونے لگا۔ البتہ ہرزل کی اسکیم میں فلسطین کی خصوصیت نہیں تھی سنہ ۱۹۰۳ء میں برطانیہ نے قومی وطن کے نظریے سے اتفاق کیا اور مشرقی افریقہ میں ان کے لئے زمین بھی پیش کی لیکن اب ان کی امیدیں فلسطین کے ساتھ وابستہ ہو چکی تھیں اس لئے یہ تجویز عملی قالب نہ اختیار کر سکی۔

ارض مقدس سے یہود کی آخری جلاوطنی اور اعلان بالفور کے درمیان ان کی سینکڑوں نسلیں صفحہ ہستی پر آئیں اور گزر گئیں۔ لیکن ارض موعودہ کا خیال ان کے دماغ سے نہیں نکلا اور اسی خیال کا نام "صیہونیت" ہے موجودہ دور میں سب سے پہلے ڈاکٹر ہرزل نے سنہ ۱۸۹۷ء میں اسے سیاسی جامہ پہنایا جو آج دنیا کے سیاسی یہود کا متحدہ نصب العین ہے صیہونیت مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی کو از سر نو قائم کرنا چاہتی ہے۔ حرم شریف (مسجد اقصیٰ) کی مغربی دیوار ہیکل سلیمانی کے شکستہ آثار پر بنائی گئی ہے۔ صیہونیوں کے اس مقصد میں اب کوئی شک نہیں کہ وہ مسجد اقصیٰ کو (خاکم بدہن) منہدم کر کے ہیکل سلیمانی کو اس کی اصلی شکل میں تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ "ہم نے اپنی آنکھوں سے ایسی تصویریں دیکھی ہیں جن میں مسجد اقصیٰ کے (قبۃ الصخرہ) کی جگہ "یہودی تاج" دکھایا گیا۔ پیل کمیشن (شاہی کمیشن سنہ ۱۹۳۷ء) کے ممبروں نے اپنی رپورٹ میں یہ یقین دلانے کی کوشش کی ہے کہ کوئی صیہونی ہیکل سلیمانی کی از سر نو تعمیر کا واقعی خیال دل میں نہیں لا سکتا" لیکن:۔

"یہود نے ارض اسرائیل کے حاصل کرنے اور اس میں دوبارہ آباد ہونے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے اور وہ امید رکھتے ہیں کہ فلسطین میں ہیکل سلیمانی کی عمارت کی تجدید کے ساتھ ساتھ اپنی قدیم حکومت از سر نو قائم کر سکیں گے جن کا فرمانروا داؤد علیہ السلام کے خاندان کا کوئی فرد ہوگا۔"

اب ہم آپ کو اعلان بالفور کے عملی نتائج دکھانا چاہتے ہیں۔

جنگ کے بعد برطانوی انتداب (حکم برداری) کا پہلا کارنامہ یہ ہوا کہ یہود کو فلسطین میں آکر آباد ہونے کی عام اجازت مل گئی پھر کیا تھا۔ جائز و ناجائز طریقے سے اسرائیل کی اولاد دنیا کے ہر حصے سے آکر فلسطین میں آباد ہونے لگی سنہ ۱۹۲۵ء میں ان کی آبادی بارہ ہزار سے زیادہ تھی سنہ ۱۹۱۸ء میں یہ تعداد پچیس ہزار تک پہنچ گئی ترکی حکومت کے آخر میں ان کی تعداد پچیس ہزار سے کسی طرح زیادہ نہ تھی اور سنہ ۱۹۳۶ء میں ان کی آبادی ساڑھے چار لاکھ تک پہنچ چکی تھی۔ ابتدا میں یہ رفتار ذرا دھیمی تھی لیکن سنہ ۱۹۳۳ء میں بیالیس ہزار تین سو ستاون (۴۲۳۵۷) اور سنہ ۱۹۳۵ء میں اکسٹھ ہزار آٹھ سو چون (۶۱۸۵۴) یعنی صرف دو برس میں ایک لاکھ سے زیادہ یہود فلسطین کے اندر داخل ہوئے اور سنہ ۱۹۳۶ء کے وسط تک انتیس ہزار سات سو ستائیس (۲۹۷۲۷) شخص اور آ چکے تھے۔ یہود کی آمد کے سلسلہ میں کبھی کبھی کہا جاتا ہے کہ ان کے آنے سے ملک کی معاشی حالت بہتر ہو جائے گی اور عرب مزدوروں کو روزگار ملنے میں آسانی ہوگی۔ لیکن غالباً دیدہ و دانستہ یہ حقیقت فراموش کر دی جاتی ہے کہ یہودی ایجنسیوں نے اپنی آبادیوں میں عرب مزدوروں سے کام لینا قطعاً ممنوع قرار دیا ہے۔

سنہ ۱۹۳۱ء تک ۲۹ فی صدی عرب زمین کی ملکیت سے محروم ہو گئے۔ پہلے یہود صرف (۵۵۰۰۰) پچپن ہزار دونم زمین کے مالک تھے اور سنہ ۱۹۳۶ء تک نو لاکھ دونم اراضی ان کے قبضہ میں آ چکی تھی۔ عربوں نے بار بار تحریک اٹھائی کہ یہود کا داخلہ اور اراضی کی فروخت بند کی جائے خود انگریز ماہرین اراضی نے بھی اس کی تائید کی۔

جنگ عظیم کے ختم ہوتے ہی عربوں کو صورت حال کا احساس ہوا۔ اعلان بالفور کی شہرت ہوتے ہی سنہ ۱۹۱۹ء میں ایک سخت ہنگامہ ہوا جسے حکومت نے طاقت کے زور سے دبانے کی کوشش کی سنہ ۱۹۲۰ء میں فلسطینی عربوں کا ایک وفد موسیٰ کاظم پاشا حسینی کی سرکردگی میں لندن گیا۔ انتداب کے بعد برطانیہ نے سنہ ۱۹۲۲ء میں (کتاب ابیض) شائع کی جس میں اہل فلسطین کی صلاحیت کا اعتراف کیا گیا تھا۔ اور سیاسی تربیت کے لئے برطانیہ نے حکم برداری اپنے ذمہ لی تھی۔ بہرحال سنہ ۱۹۲۰ء اور سنہ ۱۹۲۱ء میں بھی خفیف ہنگامے ہوئے لیکن سب سے پہلی منظم تحریک سنہ ۱۹۲۹ء میں شروع ہوئی اور یہ تحریک بھی کچھ یہود کے خلاف تھی اور اس کا آغاز بھی یہود ہی کی زیادتی سے ہوا۔ اور معلوم ہو چکا ہے کہ یہود کو دیوار گریہ یعنی مسجد اقصیٰ کی مغربی دیوار کے پاس جانے اور رونے کی اجازت حاصل ہے۔ مسجد اقصیٰ کے آس پاس کی تمام آبادی خاص عربوں کی ہے۔ راستہ بھی بہت تنگ ہے۔ یہود نے سنہ ۱۹۲۹ء میں براق شریف (وہ جگہ جہاں سے رسول اللہ معراج کو تشریف لے گئے تھے) پر حملہ اور اس کی بے حرمتی کرنی چاہی اس پر بڑا ہنگامہ ہوا۔

اس خونی ہنگامہ سے حکومت بھی کچھ متاثر ہوئی کمیشن نے [illegible] ایک تحقیقاتی

کمیشن مقرر کیا۔ کمیشن نے یہود کے خلاف اس منظم ہنگامہ آرائی کے اسباب کی چھان بین کی۔ زمین اور آبادی کے مسئلہ پر اس نے خاص توجہ کی۔ کمیشن نے زمین کے بارے میں صاف صاف سفارش کی کہ فلسطین کی موجودہ قابل زراعت اراضی خود عربوں کے لئے ناکافی ہے اور یہودی کی آمد ملک کی قوت برداشت سے بہت زیادہ ہے۔ اس پر یہود نے بہت شور مچایا۔ شاہ کمیشن کے خلاف آواز اٹھائی گئی کہ زمین اور اراضی کے مسئلہ کی ماہر نہیں تو حکومت نے سرجان ہوپ سمپسن کو (جو پنجاب میں اراضی کی تحقیقات کا کام کر چکے ہیں) اس خدمت پر مامور کیا۔ مسٹر سمپسن نے پوری تحقیق و تفتیش کے بعد ایک مفصل رپورٹ پیش کی۔ جس میں عربوں کے مطالبات کی پوری تائید کی گئی تھی۔...... شاہ کمیشن نے یہود کی آمد پر پابندی عائد کرنے کی بھی پر زور سفارش کی تھی۔ انہیں سفارشات کی بنیاد پر وزیر اعظم برطانیہ نے سنہ۳۰ء میں قرطاس ابیض شائع کی تھی۔ جس میں ایک گونہ عربوں کی دادرسی کی گئی تھی۔

بیس سال کے انگریزی دور حکومت میں یہ شاہی کمیشن فلسطین کی پچھلی مداخلت (۱۹۲۱ء، ۱۹۲۹ء، ۱۹۳۶ء) ساتویں اہم کی حیثیت رکھتی تھی۔

فلسطین کی تاریخی ہڑتال کے ختم ہونے پر برطانیہ نے لارڈ پیل کی زیر صدارت ایک شاہی کمیشن تحقیقات کے لئے مقرر کیا۔ کمیشن کے ممبر فلسطین آئے۔ عربوں نے ایک متفقہ بیان سید امین حسینی کی زبانی پیش کیا۔ ... جولائی سنہ۳۷ء کو رپورٹ شائع ہوئی۔

اعلان بالفور نے تو صرف یہود کے قومی وطن کا حق تسلیم کیا تھا۔ پیل کمیشن نے عربوں کو کیسر پامال کر دینے کی تجویز پیش کر دی۔ کمیشن کی تجویز کا خلاصہ یہ ہے کہ ارض مقدس کے تین ٹکڑے ہوں۔ شمالی اور مغربی حصہ میں یہودی حکومت قائم ہو۔ جنوب اور مشرق میں عربی حکومت کی تجویز تھی اور درمیان کے مقدس شہر بیت المقدس بیت اللحم ناصرہ اور اس کا نواح برطانیہ کی زیر نگرانی رہے۔ اس طرح پر یہودی حکومت فلسطین کے تمام زرخیز علاقوں اور واحد بندرگاہ حیفا پر مشتمل ہوگی اور درمیانی کے تمام اہم حصے مجوزہ برطانوی ریاست کے دائرہ میں رہیں۔ اور عربوں کے حصہ میں صرف جنوب اور مشرق کے بنجر اور ریگستانی علاقے آتے ہیں......

رپورٹ کا شائع ہونا تھا کہ یک لخت اندر برطانیہ نے مجلس اقوام سے بھی تقسیم کی تجویز منظور کرالی۔ ایک بے رحمی اور بدنظمی۔ پھر کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا۔ حکومت برطانیہ بھی انتہائی سختی پر آ گئی۔ تمام لیڈر جلاوطن کر دیئے گئے۔ فریقین سے برابر کی رسہ کشی ہوئی۔

صورت حالت کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے قاہرہ کی فلسطینی پارلیمانی کانفرنس کا منعقد ہونا برطانیہ سے بات چیت کرنے کے لئے ایک نمائندہ کمیٹی بنی۔ اس کمیٹی کے اجلاس کوئی مدت تک لندن میں مقیم رہے اور بھی کوششوں میں ایک حد تک کامیاب ہوئے۔ حکومت برطانیہ نے ایک نئے اعلان میں یقین دلایا کہ کسی حال میں فلسطین میں عربوں کی اکثریت کو صدمہ نہیں پہنچایا جائے گا۔ اور یہود کو صرف پانچ سال تک ایک محدود تعداد میں آنے کی اجازت دی جائے گی۔ اس طرح پر کہ ان کی آبادی ایک ثلث سے بڑھنے نہ پائے۔ (مسعود عالم ندوی)

ہندوستان کے سیاسی مسائل اور پیش قیاسیاں

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱)

سے ذریعہ غیر معین زمانہ تک حکومت چلانا مفید نہیں"۔

مسٹر انگو پال چارہی نے ایک کتابچہ میں جو عنقریب شائع ہونے والا ہے اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جو قائدین جیل میں ہیں ان کے ساتھ ہماری روا داری کا یہ نتیجہ نہیں نکلنا چاہئے کہ ہمارے معاملات عقدۂ لاینحل بن کر رہ جائیں۔ جس کا مطلب یہی ہوگا کہ ہم جن کا احترام کرتے ہیں وہ مسلسل جیل میں رہیں اور قومی تعاون کی تکمیل کو غیر معین مدت تک معرض التوا میں ڈال دیا جائے۔ اس سلسلہ میں مسٹر انگو پال چاری نے یہ رائے بھی ظاہر کی ہے کہ اگر ملک ان کی تجویز کو قبول کرے تو برطانوی حکومت تعطل کو حل کرنے اور قائدین کو رہا کرنے پر مجبور ہو جائے گی۔ صرف اسی طریقہ سے برطانوی حکومت ساری دنیا کی مذمت سے بچنا چاہتی ہے تو بچ سکتی ہے۔

وائسرائے نے مسئلہ اقتدار کی بحث کے سیاسی مضمرات پر ضرور غور کیا ہوگا اور صوبہ واری گورنروں نے وائسرائے کو ان سیاسی احساسات سے روشناس کرایا ہوگا جو ملک میں پائے جاتے رہیں یہ فرض کرنا مستبعد ہوگا کہ ابتدائی مراحل میں اس پالیسی کے حسن کا اعلان وائسرائے فروری میں کریں گے۔

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

سید عبد الرزاق اینڈ کمپنی

کیمسٹ خاص اعلیحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

شاخیں		صدر دفتر
آکسفورڈ اسٹریٹ سکندرآباد فون نمبر ۲۵۵	عابد روڈ فون نمبر ۲۱۷	چارکمان حیدرآباد دکن فون نمبر ۲۰۷

پارچہ جات

الیف ۔ ڈی ۔ خان اینڈ کمپنی

محی الدین بلڈنگ حیدرآباد دکن   فون نمبر ۲۸۶

مہاراجہ ویجیٹیبل ہیر آئیل

طلائی انعام یافتہ

بالوں کو بڑھاتا ہے سفیدی کو روکتا ہے

دماغ کو قوت آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچاتا ہے

اور فرحت بخشتا ہے۔ قیمت فی شیشی (۱۲)

بھگوان اینڈ کمپنی گلزار حوض حیدرآباد دکن

عزیز

برادران

تاجران غلہ

نظام شاہی روڈ

حیدرآباد دکن

تاج محل

ہیر ڈریسنگ سیلون

لیڈیز اینڈ جنٹس

روبرو دواخانہ ڈاکٹر کرو سکر ترپ بازار حیدرآباد

فون نمبر ۳۲۷

خزانہ عامرہ کی موڑ پر

بنارسی مال

رام بخش بجے چند ۔ کا مخزن (لاڑ بازار)

بیوپاریوں اور آرڈر پر سپلائی کرنے والا

سررشتہ معلومات عامہ سرکار عالی

کی چند اہم مطبوعات

منتخب پریس نوٹ :۔ اور اعلامیے اس مجموعہ میں (۱) سیاسی اور انتظامی (۲) معاشرتی فلاح و بہبود (۳) معاشی مسائل کے متعلق ایسے منتخب پریس نوٹ اور اعلامیے پیش کئے گئے ہیں جو قومی تعمیر سے متعلق ہیں اور ساتھ ہی ملک اور پبلک کے اہم مسائل پر حکومت کے مسلک پر روشنی پڑتی ہے کاغذ و طباعت اعلیٰ قیمت (عہ) انگریزی ایڈیشن (عہ)

عثمانیہ یونیورسٹی :۔ انگریزی ازمیرا یسٹ ڈکشن پوئین جامعہ عثمانیہ کا مفصل با تصویر تذکرہ اور ایک مختصر فاضل قانون کے گرانقدر تاثرات قیمت (عسہ)

سم آف حیدرآباد (انگریزی) مملکت آصفیہ حیدرآباد کے مکمل حالات با تصویر حالات کا مستند مجموعہ بطور گائیڈ کے خصوصاً از حد مفید ہے قیمت (۱)

نیز :۔ انچو برتی اردو مرزوریات کے لئے مکتب کی مدد ہمیشہ ہی کیا کرتے۔

مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد دکن

مطبوعہ ... پریس ... میں طبع ہوکر باہتمام سید حسن ... دفتر ... سے شائع ہوا۔